

19  
سلسلة الكتاب والحكمة

# مقام رسالت كاملی تصوّر



وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ



تالیف

حافظ شفیع الرحمن ڈاھد



الحكمة  
AL-HIKMAH TRUST

## فہرست مضامین

- 5 ..... ❁ حرفِ تمنا: دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے
- 7 ..... ❁ نبی ﷺ کائنات کا جمال و کمال
- 11 ..... ❁ نبی ﷺ کائنات کا مقام و مرتبہ
- 12 ..... ❁ رسول کائنات ﷺ کی خصوصیات
- 14 ..... ❁ رسول کائنات ﷺ کی بنیادی ذمہ داریاں
- 15 ..... ❁ بعثت نبوی ﷺ کے مقاصد
- 17 ..... ❁ انبیاء علیہم السلام کی بعثت میں حکمت
- 18 ..... ❁ رسول کائنات ﷺ پر ایمان لانا
- 19 ..... ❁ پہلی شریعتوں کے منسوخ ہونے پر ایمان لانا
- 20 ..... ❁ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا
- 23 ..... ❁ نبی کریم ﷺ کو دل و جان سے عزیز جاننا
- 24 ..... ❁ رسول کائنات ﷺ کی تعلیمات پر ایمان لانا
- 25 ..... ❁ سنت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ تسلیم کرنا

- 28 ..... \* احترام و تعظیم رسول ﷺ
- 30 ..... \* نبی مہربان ﷺ کی اطاعت و اتباع کرنا
- 31 ..... \* رسول اللہ ﷺ پر بحیثیت قاضی ایمان لانا
- 32 ..... \* نبی کائنات ﷺ کو اللہ کا بندہ اور رسول تسلیم کرنا
- 33 ..... \* رسالت میں غلو کرنے سے اجتناب کرنا
- 35 ..... \* توہین رسالت ﷺ سے اجتناب کرنا
- 38 ..... \* گستاخ رسول کی سزا احادیث کی روشنی میں
- 41 ..... \* رسول پر درود و سلام بھیجنا
- 42 ..... \* عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لانا
- 47 ..... \* نیا پیغمبر آنے کی عقلی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں؟

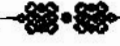


## دہر میں اسم محمد (ﷺ) سے اُجالا کر دے

مادیت پرستی کے بڑھتے ہوئے زُحانات نے احساس مروت، احساس فکر، احساس زندگی اور احساس ایمان کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ معاشی و معاشرتی سطح پر اعلیٰ مقام و مرتبہ، زندگی کی آسائش و آرام اور جاہ و جلال کے حصول کے لیے لوٹ کھسوٹ، ذخیرہ اندوزی اور ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ جدید مغربی نظریات اور الحاد پر مبنی غلط دینی تعبیرات سے اسلامی نظریات اعلیٰ اخلاقی و تہذیبی اقدار کو گھن لگ چکا ہے، جس کی وجہ سے اخلاقی گراؤٹ، فحاشی و عریانی، فتنہ و فساد اور جہالت جیسی بیماریوں نے جنم لیا۔ اُمت مسلمہ میں پیدا ہونے والی ان بیماریوں کے علاج کے لیے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کو ہر زاویے سے قوم کے سامنے پیش کیا جائے۔

اُمت کی کامیابی اور کائنات کی بقا کا راز صرف اور صرف نبی ﷺ کی سیرت مبارکہ میں مضمر ہے۔ آپ ﷺ نے حقوق العباد، امن عالم، اعلیٰ اخلاقی رویوں، باہمی اتفاق و اتحاد، محبت و مودت، جذبہ ایثار و قربانی، دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا اور ان کا دکھ درد محسوس کرنا غرض زندگی کے انفرادی و اجتماعی شعبہ جات میں ایک آئیڈیل نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

آپ ﷺ کی تعلیمات جدید نسل کو جہاں نظریاتی و ایمانی اعتبار سے دنیا کی ایک مضبوط، بااخلاق اور مہذب قوم بنائے گی وہاں مادی اعتبار سے بھی انھیں دنیا کی ترقی یافتہ قوم بنائے گی۔ امن عالم، قوم و ملت کی آبرو، ظلم و جور کا خاتمہ، فکری و معاشی پاکیزگی، دولت کی صحیح تقسیم، الحاد پر مبنی نظریات کا خاتمہ، کج روی سے چھٹکارہ، سودی و استحصالی معیشت سے نجات، طبقاتی کشمکش کا خاتمہ اور فلاح دارین کی راہ، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہی میں پنہاں ہے اور اس کے بغیر دنیا و



آخرت کی تباہی و بربادی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

رب کریم سے التجا ہے کہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے میرے والدین گرامی، اساتذہ کرام اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے۔ آمین

**کتبہ**

حافظ شفیق الرحمان زاہد

مہدیو: الحکمة انٹرنیشنل، لاہور



## نبی ﷺ کائنات کا جمال و کمال

### نبوت کا پس منظر

ساتویں صدی عیسوی میں سیدنا محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ یہ تاریخ کا بدترین دور تھا اور انسانیت کے مستقبل اور اس کی بقا و ترقی کے لحاظ سے انتہائی تاریک اور مایوس کن۔ پوری انسانیت خودکشی کے راستے پر چل رہی تھی۔ ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم تھا اور چھوٹی چھوٹی بات پر چلنے والا لڑائی جھگڑا صدیوں پر محیط ہو جاتا تھا۔

بقول حالی نبی ﷺ کی آمد سے قبل عرب کی حالت کچھ اس طرح تھی:

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا  
لب بھو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا  
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں  
معاشرتی و اخلاقی حالت انحطاط پذیر، انسانی فکر معیشت کے حصول اور جھوٹی عزت پر  
مشتمل تھی، یہ پراگندگی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ مخالفین کے قتل کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو قتل کرنا  
اور انہیں زندہ درگور کرنا کمال شرف گردانا جاتا اور اسے ناز کا بہت بڑا سبب سمجھنا ان کی فطرت  
ثانیہ تھی، جس کا ذکر حالی نے اپنی مسدس میں اس طرح بیان کیا ہے:

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر تو خوفِ شامت سے بے رحم مادر  
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر  
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی  
گو کہ انسان اپنے خالق اور مالک کو بھول چکا تھا۔ خود اپنی ذات اور اپنے انجام کو بھی  
فراموش کر چکا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے اندر بھلائی اور بُرائی میں تمیز کرنے کی بھی صلاحیت باقی نہ رہی،

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسانوں کے دل و دماغ کسی چیز میں کھو چکے ہیں۔ ان کو دین و آخرت کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے کی بھی فرصت نہیں۔ روح و قلب کی غذا، اخروی فلاح، انسانیت کی خدمت اور اصلاح حال کے لیے ان کے پاس ایک لمحہ بھی نہیں تھا۔ بسا اوقات پورے معاشرے میں ایک شخص بھی ایسا نظر نہ آتا تھا جسے اپنے دین کی فکر ہو، جو ایک رب کی پرستش کرتا ہو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو، جس کے جگر میں انسانیت کا درد ہو اور اس کے ہولناک انجام پر کچھ بے چینی ہو، اس عالم گیر فساد کی اصلاح کرنے اور بنی نوع انسان کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر ہدایت کی راہ پر ڈالنے کے لیے ساتویں صدی عیسوی کے دسویں سال فخر موجودات سیدنا محمد ﷺ کو منصب نبوت پر مامور فرمانا اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی۔

اس عظیم حکمت الہی کے تحت خاتم النبیین ﷺ چھٹی صدی عیسوی کی آٹھویں دہائی (۵۷۱ء) میں قریش مکہ کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے، جن کی تاباں و درخشاں سیرت طیبہ بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے مختصر پیش کی جا رہی ہے۔<sup>①</sup>

بقول شاعر:

زندگیاں بیت گئیں اور قلم ٹوٹ گئے تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا  
ولادت باسعادت:

نبی ﷺ سوموار کے دن ۹ ربیع الاول یکم عام الفیل، ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مکہ معظمہ، موسم بہار میں بعد از صبح صادق اور قبل از طلوع آفتاب پیدا ہوئے۔<sup>②</sup>

عالی شان حسب و نسب:

نبی ﷺ حسب کے اعتبار سے اولادِ آدم میں سب سے اشرف اور والدین کی جانب سے نسب کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں۔<sup>③</sup>

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

② سیرۃ النبی ﷺ: ۱/۱۲۳، رحمۃ للعالمین: ۱/۳۷۱۔

① سیرت انسائیکلو پیڈیا، دارالسلام: ۱/۳۰۔

③ سیرۃ ابن ہشام: ۱/۱۸۱۔

((إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ كِنَانَةَ مِن وَالدِّ إِسْمَاعِيلَ ، وَاصْطَفَىٰ قُرَيْشًا مِن كِنَانَةَ ، وَاصْطَفَىٰ مِن قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ ، وَاصْطَفَانِي مِن بَنِي هَاشِمٍ)) ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو چنا، پھر کنانہ سے قریش کو چنا، پھر قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے اس نے مجھے منتخب فرمایا۔“

شجرہ طیبہ امام الانبیاء ﷺ

نسبی عظمت انسان کا نہایت قیمتی اثاثہ ہے۔ دنیا کی ہر قوم، ہر نسل اور ہر مذہب نے خاندانی طہارت و نجابت کی اہمیت تسلیم کی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو سب سے معزز خاندان میں پیدا فرمایا۔

آپ ﷺ کا سلسلہ نسب:

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن انیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ❷

انسان کامل ایک نظر میں

ام معبدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

”آپ ﷺ پاکیزہ روح، کشادہ چہرہ، صاحب جمال، نہ نحیف ولاغر، نہ پیٹ نکلا ہوا، آنکھیں سیاہ اور فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، باریک پوستہ ابرو، جب خاموش ہوتے تو وقار بلند ہو جاتا، بات کرتے تو بات واضح ہو جاتی، دور سے دیکھنے میں سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، بارونق، قریب سے شیریں اور کمال حسین، شریں کلام، فیصلہ کن بات، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد و قامت، دو شاخوں کے درمیان تروتازہ شاخ کی مانند،

❶ صحیح البخاری: قبل الحدیث ۳۸۵۱.

❷ صحیح مسلم: ۲۲۷۶.



اس کے ساتھی اس پر بچھے جاتے تھے، جب وہ کچھ کہتے تو چپ چاپ سنتے۔ حکم دیتے تو تعمیل کے لیے لپک پڑتے۔ نہ کوتاہ سخن نہ ترش رو، نہ فضول گو۔<sup>❶</sup>

شکل و صورت میں بھی آپ سب سے حسین تھے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ))<sup>❷</sup>

”آپ کا چہرہ آفتاب و ماہتاب جیسا تھا۔“

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی ان الفاظ میں کی ہے:

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ  
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا بِهِ مَوْقِنَاتٌ أَنْ مَا قَالَ وَاقِعٌ  
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

”ہم میں اللہ کے وہ رسول ہیں جو اس وقت اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جب

فجر طلوع ہوتی ہے، ہم اندھے تھے کہ انہوں نے ہمیں راہ ہدایت سے روشناس

کرایا، چنانچہ ہمارے دل اس بات پر یقین رکھتے ہیں کی انہوں نے جو کچھ کہا وہ ہو کر

رہے گا۔ وہ رات اس طرح گزارتے ہیں کہ ان کا پہلو ان کے بستر سے الگ رہتا

ہے، جب مشرکین اپنے بستروں کو بوجھل کیے ہوئے ہوتے ہیں۔“<sup>❸</sup>

تاریخ میں بہت سے لوگ اپنے کمالات کی وجہ سے مشہور ہوئے ہیں جیسے حاتم طائی، اپنی

سخاوت، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے عدل و انصاف؛ سقراط و بقراط اور افلاطون اپنے فلسفہ،

حضرت لقمان اپنی حکمت و دانائی کی بنا پر مرجع خلافت اور لائق محبت تھے۔ مگر آپ ﷺ کے

جملہ کمالات ان سب سے کئی گنا بڑھ کر تھے، حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں جو خوبیاں تھیں، وہ تنہا نبی

کریم ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔

❷ صحیح مسلم: ۲۳۴۴.

❶ صحیح، المستدرک للحاکم: ۴۲۷۴.

❸ صحیح بخاری: ۱۱۵۵.

بقول شاعر:

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری      آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنها داری !

## نبی ﷺ کائنات کا مقام و مرتبہ

نبی ﷺ انسانیت کے لیے مجسمہ رحمت:

نبی ﷺ کو اس دنیا کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا۔ آپ ﷺ صرف عالم انسانیت کے لیے رحمت نہیں، بلکہ جن و بشر اور چرند و پرند جیسی دوسری مخلوقات کو بھی آپ ﷺ کی رحمت اور فضیلت کا دائرہ محیط ہے۔ آپ ﷺ نے انسانوں کے ساتھ ہی نہیں، جانوروں کے ساتھ بھی نرم روی اور رحم دلی کا رویہ اپنانے کی تلقین کی ہے۔ آپ ﷺ نے چھوٹا ہویا بڑا، بیگانہ ہویا رشتہ دار، عربی ہویا عجمی، مسلم ہویا غیر مسلم سب کے ساتھ رحمت اور نرمی کا برتاؤ کیا اور اپنے اصحاب کو بھی اس کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ کی نرمی اور حسن سلوک سے پتھر دل بھی پسج جاتے تھے۔

بقول شاعر:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر      مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ [الانبیاء: ۱۰۷]

”اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

فرمان نبوی ﷺ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُّهِدَاةٌ﴾<sup>①</sup>

”اے لوگو! بے شک میں صرف رحمت (کا سرچشمہ) ہوں، جسے لوگوں کو بطور ہدایہ

پیش کیا گیا۔“

① مستدرک حاکم: ۱۰۰، سلسلہ الصحیحہ: ۴۹۰۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

((ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمَكُم مِّنْ فِي السَّمَاءِ.))

”تم اہل زمین (اللہ کی مخلوق) پر رحم کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔“

بقول حالی:

کرو مہربانی تم اہل زمین پر  
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

## رسول کائنات ﷺ کی خصوصیات

رسول کائنات ﷺ کو دیگر انبیاء کی بہ نسبت بہت سی اضافی خصوصیات حاصل ہیں، ان

میں سے چند ایک یہ ہیں:

آپ ﷺ کی بے شمار خصوصیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

① دنیوی خصائص      ② اخروی خصائص:

رسول کائنات ﷺ کے دنیا میں خصائص:

①..... خاتم النبیین ﷺ قیامت تک آنے والے تمام جن وانس کے لیے رسول ہیں۔

[سورة الاحزاب: ۳۳]

②..... آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے کا تمام انبیاء سے وعدہ لیا گیا۔

[سورة آل عمران: ۸۱]

③..... اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی پہلی اور آئندہ ہونے والی تمام خطائیں معاف فرمادی

ہیں۔ [سورة الفتح: ۱-۲]

④..... اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی ہے۔ [سورة الحجر: ۷۲]

⑤..... تمام انبیاء کے مقابل نبی ﷺ کو ایسا معجزہ (قرآن) دیا گیا جو قیامت تک

رہے گا۔

6..... نبی کریم ﷺ کی امت باقی تمام امتوں سے افضل ہے۔

[سورة آل عمران: ۱۱۰]

7..... رسول کائنات ﷺ معصوم عن الخطا ہیں اور تبلیغ دین میں ہر قسم کی غلطی سے

پاک ہیں۔<sup>۱</sup>

8..... حبیب کبریا ﷺ کو چھ چیزوں کے ساتھ باقی انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ،  
وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ  
طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ))  
”مجھے چھ چیزوں کے ساتھ دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

9..... ایک یہ کہ مجھے جامع کلمات دیے گئے ہیں۔

10..... (دشمن پر ایک مہینے کی مسافت) رعب و دبدبے کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔

11..... میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے۔

12..... ساری زمین کو میرے لیے پاکیزہ اور مسجد بنایا گیا ہے۔

13..... مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

14..... میرے ذریعہ، سلسلہ نبوت ختم کیا گیا ہے۔“<sup>۲</sup>

رسول کائنات ﷺ کے آخرت میں خصائص:

رسول کائنات ﷺ کے روز قیامت خصائص میں سے چند ایک یہ ہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ،

① صحیح ، سنن ابی داؤد: ۳۶۴۶، سورة النجم: ۱-۴ .

② صحیح مسلم: ۵۲۳ .

وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ)) ❶

①..... ”میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔

②..... سب سے پہلے میری قبر کو کھولا جائے گا۔

③..... سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔

④..... سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا)) ❷

⑤..... میں لوگوں میں سے پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے متعلق سفارش کروں گا۔

⑥..... قیامت کے دن دوسرے انبیاء ﷺ کی نسبت سب سے زیادہ پیروکار

میرے ہوں گے۔

⑦..... سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھاؤں گا۔“

⑧..... تمام انبیاء ﷺ میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ ❶

⑨..... آپ ﷺ کو مقام محمود عطا کیا جائے گا۔ [سورة الاسراء: ۷۹]

⑩..... آپ ﷺ کو مقام وسیلہ عطا کیا جائے گا، (یہ منزل صرف نبی ﷺ کو عطا کی

جائے گی)۔ ❶

⑪..... آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا کیا جائے گا۔ [سورة الكوثر: ۱]

## رسول کائنات ﷺ کی بنیادی ذمہ داریاں

نبی ﷺ کی بنیادی ذمے داریاں دو ہیں۔

❶ ابلاغ دین: یعنی دین کو دوسروں تک پہنچانا۔

❶ صحیح مسلم: ۲۲۷۸.

❷ صحیح مسلم: ۱۹۶.

❸ صحیح، صحیح الجامع: ۱۴۶۸.

❹ صحیح البخاری: ۶۱۴.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

رِسَالَتَهُ ۗ﴾ [المائدہ: ۶۷]

”اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔“

اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ اے نبی! آپ نے اگر قرآن لوگوں تک نہ پہنچایا تو آپ نے دین کا حق ادا نہ کیا بلکہ فرمایا کہ آپ کی ذمے داری شریعت کو پہنچانا ہے۔

﴿تیسرے دین: یعنی دین عملی طور پر لوگوں کو سمجھانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝﴾

[النحل: ۴۴]

”اور یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اس لیے اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔“

### بعثت نبوی ﷺ کے مقاصد

لوگوں کو قرآن مجید پڑھانا، سنانا، سمجھانا، اس کی شرح اور وضاحت کرنا رسول ﷺ کا بطور رسول منصبی فرض ہے۔ امام الانبیا ﷺ معلم کائنات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

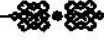
﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا

عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي

ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝﴾ [آل عمران: ۱۶۴]

”درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود

انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیجا۔



- ①..... جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے۔
- ②..... ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے۔
- ③..... ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے۔
- ④..... حکمت (سنت) کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

منکرین حدیث متوجہ ہوں!

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بطور معلم کتاب و حکمت اور تزکیہ کرنے والے مربی کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی اس حیثیت کو قرآن کریم میں چار مقامات پر ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام الانبیاء ﷺ کی یہ حیثیت اتنی واضح ہے کہ:

- ❶ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کے بغیر پڑھا ہی نہیں جاسکتا۔
- ❷ آپ ﷺ کی تشریحات کے بغیر قرآن کریم سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔
- ❸ قرآن کریم سے جو حکمت و دانائی کے عملی پہلو لیے جاسکتے ہیں، امام الانبیاء ﷺ کی تعلیم کے بغیر وہ بھی حاصل نہیں کیے جاسکتے۔

❹ دل و دماغ کی طہارت بھی نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر حاصل نہیں کی جاسکتی۔ قرآن مجید میں اس دعویٰ کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جہاں اللہ کے نبی ہیں، وہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمت و دانائی (جو آپ ﷺ کو دی گئی) کے معلم اور دل کی صفائی کرنے والے بھی ہیں اور یہ صرف امام الانبیاء ﷺ کی ایک حیثیت ہے جس کے چار پہلو ہیں، اور ان کو چار دفعہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

[ سورة البقرة: ۱۲۹..... سورة البقرة: ۱۵۱..... سورة آل عمران: ۱۶۳..... سورة الجمعة: ۲۔

اس سے اندازہ کر لیجئے کہ نبی کریم ﷺ کا بطور معلم کیا مقام و مرتبہ ہے؟ کیا ایسی مبارک

ذات کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ صرف چٹھی رساں ہیں (نعوذ باللہ)؟ ایسی عظیم ہستی اور اس کے بارے میں یہ کہنا (جبکہ آپ ﷺ کے بارے میں اللہ عزوجل نے اتنا کچھ بتا دیا ہے) کہ آپ ﷺ کی حیثیت صرف ایک مبلغ کی سی ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں، ایسا دعویٰ سراسر نالائقی، بے علمی اور جہالت ہے۔

## انبیاء علیہم السلام کی بعثت میں حکمت

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مختلف حکمتوں کے پیش نظر مبعوث فرمایا ہے۔

### پہلی حکمت:

✽ انسانوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر بندوں کے رب کی عبادت پر لگانا۔

[سورۃ النحل: ۳۶]

### دوسری حکمت:

✽ رسولوں کو بھیج کر لوگوں پر حجت قائم کرنا۔ [سورۃ النساء: ۱۶۵]

### تیسری حکمت:

✽ بعض غیبی امور کو بیان کرنا، جن کا ادراک لوگ اپنی عقل سے نہیں کر سکتے۔

### چوتھی حکمت:

✽ رسول اپنی امتوں کے سامنے زندگی گزارنے کا ایک بہترین عملی نمونہ پیش کریں۔

[سورۃ الممتحنہ: ۶]

### پانچویں حکمت:

✽ لوگوں کے نفوس کی اصلاح، ان کا تزکیہ کرنا، اور اس چیز سے ڈرانا جو انہیں ہلاک کرنے

والی ہے۔ [سورۃ الحجۃ: ۲]



## رسول کائنات ﷺ پر ایمان لانا

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم میں سے ہر ایک کا بنیادی طور پر کم از کم تین طرح کا تعلق ہونا چاہیے:

- ① ہم خاتم النبیین ﷺ پر صدق دل سے ایمان لائیں۔
  - ② ہم نبی ﷺ سے دنیا جہاں کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت کریں اور ان کے حقوق ادا کریں۔
  - ③ ہم نبی کریم ﷺ کی ہر ممکنہ حد تک تمام معاملات میں اطاعت و اتباع کریں۔
- جو شخص ان تین بنیادوں پر اپنی زندگی کی عمارت استوار کر لے وہ کامیاب ہے اور جس نے ان بنیادوں میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز کر دیا، وہ ناکام و نامراد ہے، قطع نظر اس سے کہ اس کا تعلق کس مسلک، فرقے اور قبیلے سے ہے...!

رسول ﷺ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے:

- ① پہلی شریعتوں کو منسوخ ماننا۔
- ② نبی کائنات ﷺ کو اللہ کا بندہ اور رسول ماننا۔
- ③ نبی کائنات ﷺ کو معصوم عن الخطا ماننا۔
- ④ آپ ﷺ کی ہر حالت میں توقیر و احترام کرنا۔
- ⑤ نبی مہربان ﷺ کی اطاعت و اتباع کرنا۔
- ⑥ نبی کریم ﷺ پر بحیثیت قاضی ایمان لانا۔
- ⑦ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر ایمان لانا اور اس کو عام کرنا۔
- ⑧ نبی کائنات ﷺ کے معجزات پر ایمان لانا۔
- ⑨ حدیث سنت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ تسلیم کرنا
- ⑩ رسول کائنات ﷺ کا تشریحی مقام و مرتبہ
- ⑪ خاتم النبیین ﷺ سے دل و جان سے بڑھ کر محبت کرنا۔
- ⑫ نبی ﷺ کے حقوق کو ادا کرنا۔

- 13 آپ ﷺ کا تذکرہ ہونے پر درود و سلام بھیجنا۔
- 14 رسالت مآب ﷺ کی شان میں افراط و تفریط سے اجتناب کرنا۔
- 15 توہین رسالت ﷺ کرنا حرام ہے۔
- 16 آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کرنا۔
- 17 آپ ﷺ کے صحابہ و اہل بیت سے محبت کرنا۔
- 18 عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لانا۔

نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر ہر اعتبار سے ایمان لانا فرض ہے۔ ورنہ محمد بن عبد اللہ کو تو ابو جہل، عتبہ اور شیبہ سب ہی صادق و امین مانتے تھے، لیکن اس سے بات نہیں چل سکی، جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کا مقامات و مرتبہ جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں بیان کیا گیا ہے، اس پر یقین نہ کیا جائے تب تک رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی، صاحب حدیث کا مقام و مرتبہ ہی حدیث کا مقام و مرتبہ ہے۔ جس طرح امام الانبیاء ﷺ کی حیثیت مسلم ہے، بعینہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال، حرکات و سکنات اور احکام کی بھی حیثیت مسلم ہے۔ ان پر دل و دماغ سے یقین ہو، زبان سے اعتراف ہو، پھر اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ نبوت و رسالت پر ایمان ہے، اس کے بغیر نبوت و رسالت پر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ مذکورہ بالا چیزوں میں سے چند اہم نکات کی وضاحت درج ذیل ہے:

### 1... پہلی شریعتوں کے منسوخ ہونے پر ایمان لانا

اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے پہلے آنے والے تمام پیغمبروں کی کتابیں اور ان کی تعلیمات تحریف کا شکار ہو گئی ہیں اور آپ ﷺ کے آنے کے بعد گذشتہ ساری شریعتیں منسوخ ہو گئیں، اب کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کی شریعت پر عمل کرے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

يَهُودِيٍّ، وَلَا نَصْرَانِيٍّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ  
بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ)) •

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت میں سے کوئی  
یہودی اور عیسائی میرے بارے میں سنے اور پھر جس پیغام کے ساتھ مجھے بھیجا گیا  
ہے اس کے ساتھ ایمان نہ لائے تو وہ جہنمی ہے۔“

پہلی شریعتوں کے احکام:

ان احکام کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم:..... وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں ہوا ہے اور ہمارے دین نے ان کے  
بارے میں بتایا ہے کہ وہ ہم پر اسی طرح فرض ہیں جیسے پہلے لوگوں پر فرض تھے، یہ حکم ہماری  
شریعت کی بنا پر ہے، جیسا کہ روزہ۔

دوسری قسم:..... وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں ہوا ہے اور ہمارے دین نے ان  
کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ ہمارے حق میں منسوخ ہیں تو ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے جیسے  
سجدہ بتعظیسی کرنا اور مال غنیمت کو حرام سمجھنا۔

تیسری قسم:..... وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں نہیں بلکہ پہلی شریعتوں میں ہوا  
ہے یہ ہمارے حق میں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتے۔

چوتھی قسم:..... وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں ہوا ہے لیکن اس بات کی دلیل نہیں  
ملتی کہ ہم ان پر عمل کریں یا نہ کریں۔ اس بارے میں راجح موقف یہی ہے کہ ہماری شریعت میں  
یہی احکام بہتر اور مکمل شکل میں آگئے ہیں لہذا اسی پر ہی عمل ہوگا۔

**2**...تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا

تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مطلوب دین ہے لیکن اس سے یہ قطعاً مراد نہیں کہ سابقہ

انبیاء ﷺ کی تعلیمات کو کلی اور جزوی طور پر قابل عمل مانا جائے بلکہ یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کردہ اور اس کے محبوب ہیں ان میں سے کسی ایک کے درمیان تفریق کرنا قطعاً جائز نہیں، اس بات پر ایمان لانا دراصل نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا ہی ہے۔

﴿أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَيْكَاتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ﴾ [البقرة: ۲۸۵]

”رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔“

بعض انبیاء ﷺ کے واقعات اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمارے لیے بیان فرمائے ہیں اور بعض کے واقعات بیان نہیں کیے، قرآن و سنت میں جن انبیاء کے نام موجود ہیں ہم ان پر اور دیگر تمام غیر مذکور انبیاء پر ایمان لاتے ہیں، جیسے: محمد ﷺ، ابراہیم، موسیٰ، نوح، عیسیٰ، آدم، اور لیس، ہود، صالح، شعیب، ذوالکفل، اسحاق، یعقوب، داود، سلیمان، ایوب، یوسف، ہارون، زکریا، یحییٰ، الیاس، اسماعیل، الیسع، یونس، لوط ﷺ وغیرہ ہیں۔ لہذا جس نے کسی ایک رسول کا انکار کیا گویا کہ اس نے تمام رسولوں کا انکار کیا۔ [سورۃ النساء: ۱۶۴]

رسولوں پر ایمان لانے کے نقلی دلائل

پہلی دلیل:..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

[النحل: ۳۶]

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جو انھیں یہی کہتا تھا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔“

دوسری دلیل:..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ

بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٌ ﴿۲۵۳﴾ [البقرة: ۲۵۳]

”یہ رسول (جو ہماری طرف سے انسانوں کی ہدایت پر مامور ہوئے) ہم نے ان کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کیے۔ ان میں کوئی ایسا تھا جس سے خدا خود ہم کلام ہوا۔“

تیسری دلیل:..... فرمان الہی ہے:

﴿اللَّهُ يُضَلِّفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿۷۵﴾﴾

[الحج: ۷۵]

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ (اپنے فرامین کی ترسیل کے لیے) ملائکہ میں سے بھی پیغام رساں منتخب کرتا ہے، اور انسانوں میں سے بھی۔ وہ سمیع اور بصیر ہے۔“

رسولوں پر ایمان لانے کے عقلی دلائل

پہلی عقلی دلیل:..... رسولوں کی ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے، جو ذات باری تعالیٰ کا صحیح تعارف کرائے۔

دوسری دلیل:..... اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کا تقاضا ہے کہ رسولوں کی ایسی جماعت ہو، جو انسانوں کو مقصد تخلیق سے آگاہ کرے، مزید عبادت اور اطاعت الہی کے طریقے بھی بتلائے۔ تیسری دلیل:..... قیامت کے روز فرمانبردار کو جزا اور نافرمان کو سزا دینے کے لیے اتمام حجت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے پیغام پہچانے والے رسول مبعوث فرمائے۔

چوتھی دلیل:..... کسی بھی مثالی معاشرے کے لیے تعلیم کا حصول ضروری ہے، وحی کی تعلیم من جانب اللہ ہے جو کہ انبیاء و رسل کے توسط سے ہی ممکن ہے اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ پانچویں دلیل:..... انبیاء و رسل کے ذریعے ہم ماضی، حال اور مستقبل کی خبریں جانتے ہیں مثلاً: قصہ آدم و ابلیس، موسیٰ و فرعون، ابراہیم و نمرود، وغیرہ۔

چھٹی دلیل:..... انبیاء و رسل کے ذریعے ہم دنیا و آخرت کی حقیقت کو جانتے ہیں مثلاً: کائنات کا آغاز اور انجام کیا ہے؟ کائنات کیوں ہے اور کس لیے ہے؟ کائنات کا خالق کون اور

اس کی صفات کیا ہیں؟ جیسے بنیادی سوالات کی حقیقت کو جاننا۔

### 3... نبی کریم ﷺ کو دل و جان سے عزیز جاننا

نبی مکرم ﷺ کو دل و جان، والدین، اولاد اور دنیا جہان سے عزیز سمجھتے ہوئے عقیدت و محبت اور ان کے آداب و احترام کو بجالانا ایمان کی شرط اول ہے اور یہ شرط ختم ہونے پر انسان دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ گویا کہ محبت رسول ﷺ ایمان کے ارکان و اصول میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اس کے وجود پر ہی ایمان کا وجود موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ آوَىٰ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ مِن أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ [الاحزاب: ۶]

”بلاشبہ نبی ﷺ تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی ﷺ

کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ  
اِقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنْ  
اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا  
يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۲۴﴾ [التوبہ: ۲۴]

”اے نبی! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے، تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔“

فرمان نبوی ﷺ ہے:

(( لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ  
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ )) •

”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اس کے ماں  
باپ، اولاد اور دیگر تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

بقول شاعر:

تَعْصِي الْبَالَةَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ      هَذَا مُحَالٌ فِي الْقِيَاسِ بَدِيعُ  
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْنَتُهُ      إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

”تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو اور اس سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو! تمہاری  
زندگی کی قسم! یہ بات انتہائی نامعقول ہے۔ اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم اُس کی  
فرمانبرداری کرتے۔ کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔“

#### 4. رسول کائنات ﷺ کی تعلیمات پر ایمان لانا

رسول کائنات ﷺ کی تعلیمات کو انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے تسلیم کرنا ضروری  
ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو فرسودہ گردانا یا انہیں حالات کے تناظر میں عقلی و معاشرتی اعتبار  
سے ناقص سمجھنا (یہ کہنا کہ جدید دنیا کے مسائل نامحدود ہیں جب کہ شریعت محدود ہے تو محدود شے  
لامحدود شے کا احاطہ نہیں کر سکتی) ایمان میں نقص اور کمزوری کا باعث ہے۔ بسا اوقات ایسے جملے،  
کہنے والے کو الحاد و کفر تک پہنچا دیتے ہیں اور شکوک شبہات کے دروازے کھولتے ہیں۔ صاحب  
ایمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس طرح کے نظریات کا شکار ہو کر دین اسلام اور اہل اسلام کو سطحی  
نظر سے دیکھے یا انہیں حقیر سمجھتے ہوئے نظر انداز کرے۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کے کم از کم ان نکات کو تسلیم کرنا ضروری ہے:

① رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات وحی جلی، وحی خفی (قرآن و سنت) پر بغیر کسی تردد کے ایمان لانا۔

② دین اسلام کی ضروری تعلیمات کو سیکھنا اور انہیں دوسرے لوگوں تک پہنچانا۔

③ شریعت کو زندگی کے تمام شعبہ جات میں ترجیحی بنیادوں پر قابل عمل سمجھنا۔

④ رسول ﷺ کی تعلیمات اور سنت کا ہر حال میں اپنے اپنے مقامات پر دفاع کرنا۔

### 5. سنت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ تسلیم کرنا

وحی پر مشتمل اسلامی تعلیمات کے دو بنیادی ماخذ ہیں۔ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ۔ سنت چاہے قولی ہو یا فعلی یا تقریری، اسلامی قانون میں اس کا حجت یعنی واجب الاتباع ہونا قرآن کریم، نبی کریم ﷺ کے اپنے ارشادات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رضی اللہ عنہم اور بعد کے تمام علماء کے اجماع سے ثابت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝﴾

[محمد: ۳۳]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ﴾ [الأعراف: ۱۵۸]

”پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تَرَكَتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا (إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا):

كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي ، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ )) ①



”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان کے بعد (یعنی اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھام لیا تو) کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت اور یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئیں گی۔“

نبی ﷺ کا تشریحی (قانونی) مقام و مرتبہ:

جو حضرات نبی ﷺ کے تشریحی مقام و مرتبہ کا انکار کرتے ہیں، ان کی غلطی حسب ذیل نکات کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے:

①..... سنت یا حدیث اسلامی شریعت کی بنیاد اور دوسرا بڑا مرجع و مصدر ہے اور ایک دوسرے اعتبار سے سنت یا حدیث مرجع اول بنتی ہے کیونکہ قرآن کو کلام اللہ تسلیم کرنے کے لیے پہلے رسول ﷺ کو ماننا از بس ضروری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک مسلمان براہ راست قرآن پر ایمان نہیں لاتا، بلکہ وہ اصلاً نبی ﷺ کی رسالت پر ایمان لاتا ہے۔ چونکہ نبی کے واسطے کے بغیر کلام اللہ تک رسائی یا اس پر ایمان کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ لہذا سنت یا حدیث کا انکار دراصل قرآن مجید کا انکار ہے۔ حدیث کا انکار بھی اسی طرح کا جرم ہے، جس طرح قرآن کا انکار ہے۔ اور قرآن مجید کا اقرار اصل میں حدیث کے اقرار کو شامل ہے گویا کہ قرآن و سنت کا باہمی تعلق لازم و ملزوم کا ہے۔ ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی سنت یا حدیث کے بغیر اسلام یا قرآن مجید کو سمجھا جاسکتا ہے۔

②..... کسی انسان کو رسول ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے اس کا دین لوگوں تک پہنچانے پر مامور ہے اور وہ جو چیز بھی اس اعلان کے ساتھ لوگوں کو دے گا کہ یہ اللہ کا دین ہے، اسے ماننا لازم ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں رسول اللہ ﷺ کا مستقلاً اور مطلقاً واجب الاطاعت ہونا قرآن پر ایمان لانے سے مقدم ہے، وہ اس پر موقوف نہیں کہ اس کے حق میں قرآن سے دلیل پیش کی جائے۔

③..... یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نبی ﷺ نے جس طرح امت کو قرآن دیا ہے، اسی طرح قرآن کے علاوہ بھی بہت سے احکام اور ہدایات بطور دین دی ہیں اور ان کی پابندی امت

پر لازم ٹھہرائی ہے۔ نبی ﷺ کی طرف دین کی اس دوسری صورت کی نسبت اسی طرح یقینی ہے جس طرح قرآن کی نسبت یقینی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ يَتَّبِعُنِي  
شَبَعَانَا عَلَىٰ أُرْيَكْتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ  
مِنْ حَلَالٍ فَأَحْلُوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ))<sup>①</sup>  
”خبردار! یاد رکھنا، مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا اور اس کی مثل (یعنی سنت) بھی۔  
خبردار! ممکن ہے کہ ایک آدمی شکم سیر ہو کر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور کہہ رہا ہو کہ تمہارے  
لیے صرف قرآن (پر عمل کرنا ہی) ضروری ہے، سو جو تم اس میں حلال (کا حکم) پاؤ،  
اسے حلال سمجھو اور جو اس میں تم حرام (کا حکم) پاؤ اسے حرام سمجھو۔“  
((لا إِسْلَامَ بِغَيْرِ السُّنَّةِ: وَلَا يُتَّصَرُّ إِسْلَامٌ بِلا سُنَّةٍ، وَلَا يُفْهَمُ  
إِسْلَامٌ بِلا سُنَّةٍ، وَلَا يُقْبَلُ إِسْلَامٌ بِلا سُنَّةٍ))<sup>②</sup>  
”سنت کے بغیر اسلام کا نہ کوئی وجود ہے، نہ ہی کوئی تصور، اور نہ ہی سنت کے بغیر  
اسلام سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی سنت کے بغیر اسلام قبول کیا جائے گا۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدیثی احکام کی تین صورتیں ہیں:

- ① ایک تو وہ جو من کل الوجوه قرآن کے موافق ہیں۔
- ② وہ جو قرآن کی تفسیر اور بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- ③ وہ جن سے کسی چیز کا وجوب یا اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے درآں حال یہ کہ قرآن میں اس کے وجوب یا حرمت کی صراحت نہیں ہے۔

احادیث کی یہ تینوں قسمیں قرآن سے معارض نہیں ہیں۔ جو حدیثی احکام زائد علی القرآن ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کی تشریحی حیثیت کو واضح کرتے ہیں یعنی ان کی تشریح آپ ﷺ کی

① صحیح، مسند أحمد: ۱۷۱۷۴۔ ② مسند أحمد قبل الحدیث: ۱۷۱۷۳۔

طرف سے ہوئی ہے، جس میں آپ ﷺ کی اطاعت واجب ہے اور نافرمانی حرام ہے اور اسے تقدیم علی کتاب اللہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ اللہ کے اس حکم کی فرماں برداری ہے جس میں اس نے اپنے نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر اس (تیسری) قسم میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کی اطاعت صرف انہی باتوں میں کی جائے جو قرآن کے موافق ہوں گی تو پھر آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور آپ ﷺ کی وہ خاص اطاعت ہی ساقط ہو جاتی ہے۔ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے۔

سنت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ صرف انفرادی زندگی ہی میں نہیں ہے، بلکہ اس کا وسیع اور ہمہ گیر دائرہ ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ صرف ذاتی زندگی کے کچھ اچھے آداب و اخلاق سنت سے معلوم کیے جاسکتے ہیں مثلاً: کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے جیسے معاملات ہی میں ہمیں سنت سے راہنمائی ملتی ہے، لیکن یہ بات بالکل غلط ہے، کیونکہ سنت کا دائرہ کار انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر اجتماعی معاملات پر محیط ہے، جن میں سیاست و ریاست، معیشت و معاشرت، عدل و انصاف، حلال و حرام، نکاح و طلاق اور حدود و تعزیرات وغیرہ سبھی کچھ شامل ہے۔

### 6.. احترام و تعظیم رسول ﷺ

”ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔“ حسب رسول ﷺ اور ایمان بالرسول کا اہم تقاضا احترام رسول ﷺ ہے۔ یہ تو ایسی بارگاہ ہے جہاں حکم عدولی کی تو کیا گنجائش، یہاں اونچی آواز سے بولنا بھی غارت گرا ایمان ہے۔ سورۃ الحجرات کی ابتدائی چار آیات میں نبی ﷺ کے ادب و احترام کے مختلف پہلو واضح فرمائے گئے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْصُوا عَلَى اللَّهِ وَاغْلُظُوا عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ

سَبِيحٌ عَلَيْهِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا

تَجَهَّرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى ۗ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٥١﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٢﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٣﴾

[الحجرات: ۱ تا ۵۴]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ جو لوگ رسول خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن لیا ہے، ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ اے نبی! جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آجاتے تو یہی ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ غفور و رحیم ہے۔“

ان آیات کے نزول کے بعد ایک صحابی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جن کی آواز قدرتی طور پر بلند تھی، ایمان ضائع ہو جانے کے ڈر سے گھر میں محصور ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا اور جب آپ ﷺ کو اصل صورتحال کا علم ہوا تو ان کو پیغام بھجوایا کہ ”تم اہل دوزخ سے نہیں بلکہ اہل جنت سے ہو جب کہ اس سے پہلے صحابی سے اس بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا تھا: میرا بُرا حال ہے، میری آواز ہی آپ ﷺ سے بلند ہے، میرے تو اعمال اکارت گئے اور میں تو اہل

دوزخ سے ہو جاؤں گا۔“ ●

آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہم لوگوں کے لئے آپ ﷺ کی عزت و تکریم کا طریقہ یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ سے صدق دل سے محبت کریں، آپ ﷺ کے فرمودات پر عمل کریں، اپنی زندگی میں آپ ﷺ کو واقعی اپنے لئے اُسوہ حسنہ سمجھیں۔ جب حدیث پڑھی جا رہی ہو یا سننے کا موقع ہو تو چلانا، شور مچانا منع ہے۔ حدیث کی تعظیم رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے۔

### ۷۰۰۔ نبی مہربان ﷺ کی اطاعت و اتباع کرنا

ایمان کی بنیادی شرائط میں سے ہے کہ نبی مہربان ﷺ کی اطاعت و اتباع کی جائے کیونکہ ایمان اور اطاعت لازم و ملزوم ہیں جس کے بغیر ایمان بسا اوقات سرے سے ختم ہو جاتا ہے یا ناقص اور نامکمل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقام و مرتبہ اور آپ کی حیثیت مبہم نہیں۔ اس میں بھی کوئی اشکال نہیں کہ نبی ﷺ جہاں نبی اور رسول ہیں، شارح اور شارح ہیں؛ وہاں آپ ﷺ مطاع بھی ہیں جیسے اللہ کی اطاعت فرض ہے ویسے ہی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی فرض ہے۔

### اتباع اور اطاعت میں فرق:

اتباع اور اطاعت کے معنی میں یہ فرق ہے کہ اطاعت کا مطلب دیے گئے حکم کی تعمیل کرنا ہے مگر اتباع کا مطلب پیروی کرنا ہے، چاہے اس کام کا باقاعدہ حکم دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو۔ گویا یہ مقام خلعت ہے، انتہائے محبت ہے کہ محبوب کی ہر ادا پر قربان ہونے کو جی چاہے۔ یاد رہے کہ محبت رسول ﷺ ہر عبادت کی بنیاد ہے۔

قرآن پاک کے متعدد مقامات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء: ۸۰]

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الاحزاب: ۷۱]

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی

حاصل کی۔“

نبی ﷺ کے نافرمان کا انجام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ

عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ [النساء: ۱۴]

”اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں

سے تجاوز کر جائے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس

کے لیے رسوا کن سزا ہے۔“

کتنے ہی مقامات ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت کے

ساتھ ذکر کیا ہے۔ قرآن کریم میں 40 مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا

حکم دیا ہے، اگر اب بھی کسی کو سمجھ نہ آئے کہ مقام رسالت ﷺ کیا ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس کے

عقل میں خلل ہے۔“

## 8.. رسول اللہ ﷺ پر بحیثیت قاضی ایمان لانا

محمد ﷺ اس کائنات کے قاضی القضاة ہیں یعنی قاضی بھی ایسے کہ اس سے بڑھ کر کوئی

قاضی نہیں اور اس کے فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ آپ ﷺ کو براہ راست اللہ تعالیٰ کی

راہنمائی حاصل رہی، امام الانبیاء ﷺ کے فیصلے اسلامی قانون کا بنیادی ماخذ ہیں یہی وجہ ہے کہ

جب تک آپ ﷺ کو قاضی القضاة اور فیصل نہیں مانا جائے گا، اس وقت تک امام الانبیاء ﷺ پر

ایمان کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي

أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [النساء: ۶۵]

”سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم (قاضی) نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“

آپ ﷺ کے فیصلے سے اختلاف و انحراف نہیں کیا جاسکتا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ

الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾

[الاحزاب: ۳۶]

”کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔“

نبی کائنات ﷺ کے فیصلوں کے بارے میں کج روی سے بحث کرنا نفاق کی علامت ہے، جب کہ امام الانبیاء ﷺ کے فیصلوں کو سو فیصد تسلیم کر لینا ہی ایمان کی علامت ہے۔ نبی کریم ﷺ فیصل اور قاضی بھی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکومت بھی ملی ہے اور دین بھی۔

9. نبی کائنات ﷺ کو اللہ کا بندہ اور رسول تسلیم کرنا

تمام انبیاء اللہ کے بندے تھے (وہ علم غیب نہیں رکھتے تھے) اور بشری تقاضے انہیں لاحق ہوتے تھے۔ مثلاً: وہ کھاتے، پیتے، بیمار اور تندرست ہوتے، بھول جاتے، زندہ رہتے اور وفات پاتے، مگر انبیاء بلا استثناء سب انسانوں سے افضل و برتر تھے۔ ان انبیاء میں سب سے افضل پیغمبر

ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ ﷺ ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو مختلف مقامات اور رتبوں سے نوازا اس لیے ضروری ہے کہ ہم انہیں وہی مرتبہ و مقام دیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے لہذا ہم اس میں کسی بھی قسم کی کمی و زیادتی اور غلو کا شکار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ﴾

[الکہف: ۱۱۰]

”آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾ [ابراہیم: ۱۱]

”ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے۔“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُظَرُونِي كَمَا أَظَرَتِ النَّصَارَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) ❶

”میری تعریف و تعظیم میں حد سے تجاوز نہ کرو، جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تعریف و تعظیم میں حد سے تجاوز کیا۔ میں تو محض ایک بندہ ہوں، لہذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔“

❶ .. رسالت میں غلو کرنے سے اجتناب کرنا

غلو کا مفہوم:

غلو کے معنی حد اعتدال سے تجاوز، افراط و تفریط اور کسی کے مقام و مرتبہ میں کمی و بیشی کرنے



کے ہیں۔ ❶

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝﴾

[المائدة: ۷۷]

”کہہ دیجئے اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔“

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دین میں غلو کے معنی افراط و تفریط کے ہیں، جیسا کہ یہودیوں نے سیدنا عزیر علیہ السلام اور عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں افراط و تفریط سے کام لیا۔ یہودیوں نے ان کی شان اس قدر گھٹادی کہ وہ انہیں ایک شریف انسان بھی نہیں سمجھتے تھے اور عیسائیوں نے ان کی شان اس قدر بڑھادی کہ انہیں انسان کی بجائے اللہ تعالیٰ کا حصہ سمجھنا شروع کر دیا۔“ ❷

رسالت مآب ﷺ کے حق میں غلو کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو اس قدر بڑھا دینا کہ آپ ﷺ عبدیت و رسالت کے رتبے سے آگے نکل کر کچھ الہی خصائص و صفات کے حامل ہو جائیں۔ مثلاً: آپ ﷺ سے مدد مانگنا، استغاثہ (فراہد)، پناہ طلب کرنا، اولاد کا سوال کرنا، آپ ﷺ کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا، حاضر و ناظر، عالم الغیب سمجھنا اور آپ ﷺ کی قسم کھانا وغیرہ یہ تمام چیزیں دین میں غلو کی شکل ہیں، جسے شرک کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور شرک اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابل معافی گناہ ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی مدح و توصیف میں افراط و تفریط اختیار کرنے سے روکا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

(( لَا تُظْرُونِي كَمَا أَظْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ ،  
فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ )) ❶

”تم لوگ میری مدح سرائی اور تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو جیسے عیسائیوں نے  
حضرت عیسیٰ بن مریم ﷺ کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا (اور انہیں اللہ کے برابر  
لا کر کھڑا کر دیا) بلاشبہ میں صرف اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔“

بقول شاعر:

جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر	کرے گر غیرت کی پوجا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر	کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں	مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں	نبی کو چاہیں خدا کر دکھائیں
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے	نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے

❶.. تو ہیں رسالت ﷺ سے اجتناب کرنا

اللہ کے رسول ﷺ سے دلی محبت، سچی عقیدت اور جذباتی وابستگی ہمارے ایمان کا ایک  
لازمی حصہ ہے۔ سچا محبت رسول آپ ﷺ کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی اور گستاخی تو دور کی  
بات وہ اس کو دیکھ اور سن بھی نہیں سکتا۔

بقول شاعر:

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بیثرب کی حرمت پر خدا شاہد ہے کمال میرا ایمان ہو نہیں ہو سکتا  
مگر افسوس کہ ہم چھوٹے سے مسئلہ میں تعصب کی بنا پر ایک دوسرے کو گستاخ رسول قرار  
دینے لگتے ہیں یہ رویہ انتہائی نامناسب ہے۔

آزادی فکر کی آڑ میں کسی مقدس ہستی کو نازیبا الفاظ سے پکارنا، ان پر نازل ہونے والی مقدس کتاب یا تعلیمات کا مذاق اڑانا، ان کے خاکے یا فلمیں بنانا، یہ عمل نبی کی اُمت کے لیے اذیت کا باعث بھی ہے اور انسانی آزادی کے خلاف بھی۔ وہ لوگ جو آزادی اظہار کے دعوے دار بن کر اس طرح کی حرکت کرتے ہیں حقیقت میں وہ خود انسانی آزادی کو سلب کرنے کی مذموم سعی کرتے ہیں، ان لوگوں کی وجہ سے بین المذاہب کشاکش، بدتہذیبی، دہشت گردی، خون ریزی اور نہ ختم ہونے والی جنگوں نے جنم لیا جس کی وجہ سے امن عالم خطرے میں ہے۔ آزادی فکر کی آڑ میں مذہبی جذبات سے کھیلنا، ظلم کرنا، دوسروں کی آزادی سلب کرنا اور چمک عزت کا مرتکب ہونا آزادی فکر نہیں بلکہ انسانیت کی تذلیل ہے۔ ایسی آزادی دنیا کو تباہ کر دینے کے مترادف ہے۔

امن عالم کا حقیقی تصور:

اسلام ہی امن عالم کا علم بردار ہے یہ اپنے ماننے والوں کو تشدد، عدم برداشت، علاقائی تعصب، بلاوجہ جنگ و جدال اور فتنہ و فساد پھیلانے سے منع کرتا ہے اور اس کے مقابل صبر و تحمل اور برداشت کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾

[الأنعام: ۱۰۸]

”اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر

وہ جاہلانہ ضد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔“

رسول کائنات ﷺ کی گستاخی عذاب کا باعث:

نبی ﷺ کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی اور گستاخی کرنا بدترین گناہ ہی نہیں، سنگین ترین جرم بھی ہے۔ گستاخ رسول ﷺ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کی سزا صرف قتل ہے اور اس کے لیے کسی قسم کی رعایت یا معافی قطعاً نہیں ہے۔ بعض نام نہاد روشن خیال اور اعتدال پسند لوگ گستاخ رسول ﷺ کی سزا کو غلو و تشدد باور کرواتے ہیں۔ حالانکہ اس حوالے سے شریعت اسلامیہ کے دلائل نہایت واضح اور دو ٹوک ہیں۔

## گستاخ رسول کی سزا قرآن مجید کی روشنی میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ  
عَذَابًا أَلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۷]

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی  
پھٹکار ہے اور ان کے لیے نہایت رُسوا کن عذاب ہے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ﴾ [الاحزاب: ۵۳]

”تمہارے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کو تکلیف دو۔“

**تنبیہ:** ..... نبی ﷺ کو ایذا پہنچانے میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ ﷺ کی  
ازواج مطہرات پر الزامات لگائے جائیں اور ان کو گالیوں کا نشانہ بنایا جائے یا ان سے دشمنی رکھی  
جائے۔ وہ تو قرآن کی روح سے مومنوں کی مائیں ہیں۔ اسی طرح ایذا میں یہ بھی شامل ہے کہ  
اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی قسم کا بُرا بھلا کہا جائے۔

صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ عقیدت و محبت کے حوالے سے مسلم اُمت میں  
افراط و تفریط پائی جاتی ہے اور اسی بنیاد پر اُمت کے دو بڑے فرقے وجود میں آ گئے۔ اہل سنت  
اور اہل تشیع۔ اول الذکر اگرچہ دونوں کی محبت و احترام کے قائل ہیں، مگر اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ وہ  
اہل بیت کو ان کا جائز مقام نہیں دیتے۔ دوسری طرف اہل تشیع کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر (نعوذ  
باللہ) تمبر بازی کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی عقائد کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت اور  
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے ساتھ یکساں طور پر محبت و عقیدت رکھنا لازمی ہے۔ اگر اس  
معاہلے میں فریقین وسعت ظرف اور وسعت قلبی سے کام لیں تو نفرتیں دور ہو سکتی اور اُمت  
متحد ہو سکتی ہے۔ تیسری جگہ فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرٍ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ [النور: ٦٣]

”سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔“

چوتھی جگہ فرمایا:

﴿وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۗ قُلْ أَلَيْسَ وَعْدُ اللَّهِ بِأَمِينٍ﴾  
رَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ [التوبہ: ٦٥]

”اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو بونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں۔“

اگر کوئی شخص رسول مکرم ﷺ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کرتا ہے تو اس کا یہ عمل دنیا میں سزائے موت اور آخرت میں رسوا کن زندگی اور مسلسل عذاب کا موجب ہے۔

گستاخ رسول کی سزا احادیث کی روشنی میں

گستاخ یہودیہ کا قتل:

((أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَسْتُمُّ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَمَهَا)) ﴿٥﴾

”بلاشبہ ایک یہودیہ عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی اور آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہا کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دیا۔“

ابورافع یہودی کے قتل کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے چند انصار کا انتخاب فرمایا، جن کا

امیر عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا، ابورافع یہودی نبی ﷺ کو تکالیف دیتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف لوگوں کی مدد کرتا تھا۔

**نوٹ:** ..... نبی اکرم ﷺ نے گستاخ رسول کے قتل کے لیے باقاعدہ آدمی مقرر کیے۔ نیز یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے نہ کہ باعثِ سزا و ملامت۔ کیونکہ یہ لوگ ایک بہت ہی بڑا کارنامہ اور دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

ابن نطل کے قتل کا حکم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سر مبارک پر خود (فوجی ٹوپی) پہنا ہوا تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو اس وقت ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابن نطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وہیں قتل کر دو۔<sup>①</sup>

گستاخ کی سزا ائمہ کرام کی نظر میں:

①..... امام سراج الدین ابراہیم بن نجیم حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اگر کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہوا۔ اگر ایسا شخص توبہ بھی کر لے تو بھی اُسے قتل کر دیا جائے گا اور قتل کو معاف کرنے میں اس کی توبہ قبول نہ ہوگی خواہ وہ توبہ کر کے آئے یا اس کی توبہ پر شہادت موجود ہو، باقی امور میں وجہ تکفر کوئی اور شے بن رہی ہو تو الگ بات ہے مگر اہانت رسالت میں معافی نہیں۔“<sup>②</sup>

②..... امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب الصارم المسلمول میں لکھتے ہیں:

”گستاخ رسول ﷺ سے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر اسے قتل کیا جائے گا، چاہے وہ اسلامی ملک کارہنے والا ہو یا نہ ہو۔“

③..... امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں:

”قرآن و حدیث اس بات کو واضح کرتا ہے کہ جو بھی نبی اکرم ﷺ کی ایذا کا

ارادہ کرے یا آپ ﷺ کی تنقیص کرے اشارتاً یا صراحتاً، اگرچہ وہ توہین معمولی سی ہی کیوں نہ ہو تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔“

④..... امام مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ:

”وہ اُمت زندہ کیسے رہے گی جو نبی مکرم ﷺ کی شان میں سب و شتم (توہین رسالت) پر خاموش رہے، جو کسی بھی نبی کو گالی دے اُسے قتل کیا جائے گا اور جو صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائیں۔“

⑤..... امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو شخص بھی نبی اکرم ﷺ کو گالی دے یا آپ کی شان میں گستاخی کرے وہ مسلمان ہو یا کافر اُسے قتل کیا جائے گا میرا خیال ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر قتل کر دیا جائے گا۔“

بتلا دو گستاخ نبی ﷺ کو غیرت مسلم زندہ ہے دین پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے  
آئین پاکستان اور گستاخ رسول کی سزا:

تعزیرات پاکستان دفعہ 295c کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے لیے توہین آمیز کلمات کا استعمال، کوئی شخص بذریعہ الفاظ زبانی، تحریری یا اعلانیہ اشارتاً بہتان تراشی کرے اور نبی اکرم ﷺ کے نام مبارک کی بے حرمتی کرے گا اُسے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

نوٹ:..... عمر قید اور جرمانہ کی سزا وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے تحت 30 اپریل 1991ء کو ختم ہو چکی ہے۔ اب گستاخ رسول کے لیے پاکستانی قوانین کے تحت صرف اور صرف سزائے موت ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

صحیح حدیث سے گستاخ رسول اور شاتمِ نبی کی سزا یہی ہے کہ انہیں ذبح کر دیا جائے اور قرآن حکیم کی رو سے وہ بُری طرح قتل کر دیے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کو مکہ کی زندگی میں کفار

وشرکین کی طرف سے بہت ستایا گیا، مصائب و آلام سے دوچار کیا گیا، ایذا رسانی اور گستاخی کی کافروں نے حد کردی، الغرض ہر طرح سے گستاخی کا ایک تسلسل تھا۔ بعض روشن خیال لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں آپ کی گستاخی ہوتی رہی لیکن آپ ﷺ نے کسی کو قتل نہیں کروایا تو ہمیں بھی کسی کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ابتدا میں آپ ﷺ کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا حکم تھا، بعد میں اس حکم کو منسوخ کر کے ایسے گستاخوں کے لیے قتل و قتال کا حکم دے دیا گیا۔

## 12.. رسول پر درود و سلام بھیجنا

نبی ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کی قرآن و سنت میں بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ۵۶]

”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔“

فائدہ:..... لفظ صلاۃ جب عکلیٰ کے صلہ کے ساتھ آئے تو اس کے تین معانی ہوتے ہیں:

1 کسی کی طرف محبت سے متوجہ اور مائل ہو جانا۔

2 کسی کی تعریف، مدح و ستائش کرنا۔

3 کسی کے حق میں دعا کرنا۔

لہذا اہل ایمان کو اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ تم نبی ﷺ کی محبت میں ڈوب جاؤ۔ ان

کی مدح و توصیف کرو اور ان کے لیے مقام محمود کی دعا کرو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ،



وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ )) •  
 ”جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرما دیتا ہے۔“

### 13. عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لانا

عقیدہ ختم نبوت امت کے اجماعی عقائد میں سے ہے، عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے کہ نبی ﷺ بلا کسی تاویل کے خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ قرآن مجید کی تقریباً ایک سو آیات، اور تقریباً دو سو احادیث سے عقیدہ ختم نبوت کا مسئلہ ثابت ہے۔

#### عقیدہ ختم نبوت اور اجماع امت:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اس عقیدہ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔“ •  
 علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ خاتم النبیین کی توضیح اس طرح بیان کرتے ہیں:  
 ”جو شخص عقیدہ ختم نبوت کا انکاری ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔“ •

#### عقیدہ ختم نبوت قرآنی آیات کی روشنی میں:

پہلی آیت:..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ ﴾ [سورة الأحزاب: ۴۰]

”(لوگو! محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ

• الاقتصاد في الاعتقاد صفحہ ۱۲۳ .

• صحیح، سنن نسائی: ۱۲۹۷ .

• روح المعانی: ص ۳۹ ج ۲۲ .

اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“

دوسری آیت:..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَانْتَمَتْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدہ: ۳]

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔“

تیسری آیت:..... فرمان الہی ہے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [الاعراف: ۱۵۸]

”(اے محمد!) کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں۔“

چوتھی آیت:..... ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ [سبا: ۲۸]

”ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

پانچویں آیت:..... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ (آل عمران: ۸۱)

”جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت سے دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے۔ فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔“

عقیدہ ختم نبوت احادیث کی روشنی میں:

پہلی حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً))<sup>①</sup>  
 ”پہلے انبیاء ﷺ ایک خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور مجھے تمام انسانوں کی طرف  
 نبی بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔“

دوسری حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَأِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا  
 خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي))<sup>②</sup>

”میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا  
 کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

تیسری حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ مِنْ بَعْدِي نَبِيٌّ، لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ))<sup>③</sup>  
 ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو عمر بن خطاب ہوتے۔“

چوتھی حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ  
 الْأَنْبِيَاءِ))<sup>④</sup>

”آخر قیامت کے روز لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے محمد! آپ  
 اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔“

پانچویں حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ،

① صحیح البخاری: ۳۳۵. ② صحیح، سنن ابو داؤد: ۴۲۵۲.

③ صحیح، مستدرک حاکم: ۴۴۹۵. ④ صحیح البخاری: ۴۶۱۲.

وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي ، وَأَنَا الْعَاقِبُ))<sup>①</sup>  
 ”میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹایا جائے گا،  
 میں حاشر ہوں کہ میرے بعد حشر برپا ہوگا۔ میں عاقب ہوں، عاقب وہ ہے، جس کے  
 بعد کوئی نبی نہ ہو۔“

چھٹی حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((فَأِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ))<sup>②</sup>  
 ”میں آخری نبی ہوں، اور میری مسجد (نبوی) آخری مسجد ہے۔“

ساتویں حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي ، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا  
 فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ ، فَجَعَلَ النَّاسُ  
 يَطُوفُونَ بِهِ ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ؟  
 قَالَ: فَأَنَا اللَّبْنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ))<sup>③</sup>

”میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے ایک گھر بنایا، بہتر  
 اور خوبصورت بنایا سوائے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کے۔ لوگ اس گھر کو گھوم پھر کر  
 دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی (کہ  
 اس کی خوبصورتی مکمل ہو جاتی) اب میں ہی وہ اینٹ ہوں، میں آخری نبی ہوں۔“  
 آٹھویں حدیث: ..... نبی ﷺ نے فرمایا:

(( وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَأَفَّةٍ وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ ))<sup>④</sup>  
 ”مجھے تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہے اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی ہے۔“

① صحیح البخاری: ۳۵۳۲، صحیح مسلم: ۲۳۵۴.

② صحیح مسلم: ۱۳۹۴.

③ صحیح البخاری: ۳۵۳۵، صحیح مسلم: ۲۲۸۶.

④ صحیح مسلم: ۵۲۳.

نویں حدیث:..... نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَمْ يَتَّقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ))<sup>①</sup>

”نبوت میں سے (میری وفات کے بعد) کچھ باقی نہ رہے گا مگر خوش خبریاں رہ جائیں گی۔ لوگوں نے عرض کیا: خوش خبریاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے خواب۔“  
عقیدہ ختم نبوت سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اقوال کی روشنی میں:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:  
”آيَهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا كِتَابَ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ“<sup>②</sup>  
”اے لوگو! قرآن کے بعد نہ کوئی کتاب ہے اور نہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے۔“  
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں سے مہلت مانگی کہ وہ اپنی نبوت کی نشانیاں پیش کرے گا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:  
”مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عِلْمًا فَقَدْ كَفَرَ لِقَوْلِهِ ﷺ: لَا نَبِيَّ بَعْدِي.“<sup>③</sup>  
”جس نے اس سے نشانی طلب کی اس نے کفر کیا اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

امام خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:  
”كُلُّ مَنْ أَقْرَبَ بِنُؤُةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ أَقْرَبَ بِأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ وَأَقْرَبُ بِتَأْيِيدِ شَرِيعَتِهِ وَمَنْعِهَا مِنْ نَسْخِهَا.“<sup>④</sup>  
”جو کوئی بھی ہمارے نبی محمد ﷺ کی نبوت کا اقرار کرے وہ اس بات کا بھی اقرار کرے گا کہ آپ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، آپ کی شریعت ابدی ہے اور منسوخ ہونے سے محفوظ ہے۔“

② البداية: ۱۹۹/۹.

① صحيح البخاری: ۶۹۹۰.

③ مناقب امام ابی حنیفہ ج ۱ ص: ۱۶۱. ④ اصول الدین، ص: ۱۶۲.

## نیا پیغمبر آنے کی عقلی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں؟

پیغمبر روز بروز پیدا نہیں ہوتے، نہ یہ ضروری ہے کہ ہر قوم کے لیے ہر وقت ایک پیغمبر ہو۔ دراصل ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کی بعثت کے کچھ بنیادی اسباب ہیں جو کہ یہ ہیں:

- پہلے پیغمبر کی تعلیمات و ہدایات مٹ گئی ہوں اور اُس کو پھر نئے سرے سے پیش کرنے کی ضرورت ہو۔

- پہلے پیغمبر کی تعلیم مکمل نہ ہو اور اس میں ترمیم یا اضافہ کی ضرورت ہو۔

- پہلے پیغمبر کی تعلیم ایک خاص قوم تک محدود ہو اور دوسری قوموں کے لیے دوسرے پیغمبر کی ضرورت ہو۔

- پہلے پیغمبر کی مدد کے لیے دوسرا پیغمبر بھیجا جائے۔

- پچھلے نبی کی شریعت اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق ہوتی ہے، بعد کے ادوار کی ضروریات اور تقاضوں کی تکمیل کی صلاحیت اس میں نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نئے نبی کی بعثت کے ذریعہ اس کا انتظام فرماتا اور ایسی شریعت نازل فرماتا ہے جو موجودہ وقت کے تقاضوں کی تکمیل کی صلاحیت اپنے اندر رکھتی ہو۔

ان میں سے ایک بھی وجہ اب باقی نہیں رہی، اسی بنا پر نبی محمد بن عبد اللہ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے (یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والا) اب دنیا کو کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہرگز نہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کے متعلق اہم نکات:

- ◎ لوگوں میں سب سے بڑا گمراہ اور منحرف وہ آدمی ہے جو ختم نبوت کا انکار کرے۔
- ◎ عقیدہ ختم نبوت سورج اور دن کی روشنی سے زیادہ واضح ہے لہذا عقیدہ ختم نبوت کی صرف



دلیل مانگنے سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔

© ایمان بالرسول میں سب سے بڑا کفر اور شرک عقیدہ ختم نبوت میں کسی کو شریک کرنا ہے۔  
آخر میں حب رسول ﷺ کے دعویداروں سے یہ بات پھر عرض کرنا ہے کہ اتباع سنت اور اطاعت رسول ﷺ صرف چند عبادات تک محدود نہیں بلکہ یہ اطاعت رسول ﷺ ساری زندگی پر محیط ہے۔ نماز کی ادائیگی میں جس طرح اتباع سنت مطلوب ہے اسی طرح اخلاق و کردار میں بھی اتباع سنت مطلوب ہے۔ جس طرح روزے اور حج کے مسائل میں اتباع سنت ہونی چاہیے۔ اسی طرح کاروبار اور باہمی لین دین میں بھی یہ مطلوب ہے۔ ایصال ثواب، زیارت قبور، شادی بیاہ، خوشی و غمی ہر موقع پر اتباع سنت ضروری ہے۔ منکرات کے خلاف جہاد ہو یا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا معاملہ ہو۔ سنت رسول ﷺ ہر جگہ جاری ہونی چاہیے۔

اے کاش! مسلمان ان پر فتن حالات میں دشمنان اسلام و ملک کی غلامی اور تہذیبی جال سے نکل کر ایمان بالرسول اور محبت رسول ﷺ کے تقاضوں سے مکمل آگاہی حاصل کریں۔  
کاش! مسلمان اسلامی شعار، اسلامی تعلیمات کی حفاظت اور نشر و اشاعت کو اپنا فرض اول سمجھیں اور ناموس رسالت کو جان و مال، بیوی، بچوں، والدین اور دنیا جہاں کی ہر شے سے زیادہ ضروری سمجھیں۔

اے اللہ! ہمیں نبی کریم ﷺ کی سچی محبت نصیب فرما۔ اور آخرت میں ہم سب کو اور ادارے کے تمام معاونین و محبین کو خاتم النبیین ﷺ کا پڑوس عطا فرما! آمین ثم آمین

حافظ شفیق الرحمان زاہد

۲۵ صفر ۱۴۳۹ھ

15 نومبر 2017 بروز بدھ



